153390 ـ طلاق يافتہ عورت كو بچے كى پرورش كا حق كب حاصل ہوگا ؟

سوال

ميرى ايك طلاق يافتہ سہيلى كے پہلے خاوند سے دو بيٹے ہيں جن كى عمر ابھى سات برس بھى نہيں ہوئى، ہم نے سنا ہے كہ جب ماں شادى كر لے تو بچوں كے باپ كو حق پرورش حاصل ہو جاتا ہے، كيا كوئى ايسا طريقہ بھى ہے كہ ماں شادى كے بعد بھى اپنے بچوں كى پرورش كا حق ركھتى ہو ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اگر بچے ابھى تميز كى حد تك نہيں پہنچے تو شادى سے پہلے پہلے ماں اپنے بچوں كى زيادہ حقدار ہے، ليكن اگر وہ كہيں آگے شادى كر ليتى ہے تو پھر بچے اپنے باپ كے پاس چلے جائيں گے.

اور اگر بچے تميز كر سكتے ہوں تو بچوں كو ماں اور باپ دونوں ميں سے كسى ايك كو اختيار كرنے كا حق ديا جائيگا، ليكن يہ اسى صورت ميں ہے جب ماں اور باپ دونوں ہى دين اور عدل و انصاف ميں برابر ہوں، ليكن اگر دونوں ميں سے كوئى ايك برى تربيت اور قليل دين كا مالك ہو تو بچے اسے نہيں ديے جائيں گے؛ كيونكہ بچے كى مصلحت كا اعتبار كيا جائيگا، نہ كہ بچے كى تربيت ميں كوتاہى كرنے والے كى مصلحت كا، احاديث نبويہ بھى اسى پر دلالت كرتى ہيں، اور محقق علماء كرام بھى يہى فتوى ديتے ہيں.

عبد اللہ بن عمرو رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ جب عورت نے اپنے بچے كى پرورش كا حق طلب كيا تھا نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اسے فرمايا:

" جب تك تم نكاح نہيں كرتى اس كى زيادہ حقدار ہو "

سنن ابو داود حديث نمبر (2276) علامہ البانى رحمہ اللہ نے السلسلۃ الاحاديث الصحيحۃ حديث نمبر (368) ميں اسے صحيح قرار ديا ہے.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" ميں اپنے شيخ يعنى ابن تيميہ رحمہ اللہ سے سنا ہے وہ فرما رہے تھے:

" كسى قاضى كے سامنے ماں اور باپ نے اپنے بچے كے بارہ ميں تنازع كيا تو اس قاضى نے بچے كو ماں اور باپ

میں سے کسی ایك کو اختیار کرنے کا کہا بچے نے باپ کو اختیار کیا تو اس کی ماں قاضی سے کہنے لگی:

بچے سے یہ دریافت کریں کہ اس نے اپنے باپ کو کیوں اختیار کیا ہے، چنانچہ قاضی نے بچے سے دریافت کیا تو بچے نے جواب دیا:

میری ماں مجھے روزانہ کاتب کے پاس بھیجتی ہے اور فقیہ مجھے زدکوب کرتا ہے، لیکن میرا باپ مجھے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے "

تو قاضی نے بچے کو ماں کے سپرد کرنے کا فیصلہ کیا کہ تم باپ سے زیادہ حقدار ہو.

ہمارے شیخ کہتے ہیں:

" جب والدین میں سے کسی ایك نے بچے کی تعلیم اللہ کی جانب سے بچے کے سلسلہ میں واجب کو ترك کیا تو وہ نافرمان ہے، اسے بچے کی ولایت حاصل نہیں ہوگی، بلکہ جو کوئی بھی بچے کے سلسلہ میں واجب کی ادائیگی نہیں کرتا اسے بچے پر ولایت حاصل نہیں ہوگی، یا تو بچے سے اس کا ہاتھ اٹھا کر واجب پر عمل کرنے والے پر اس کا قائم مقام بنا دیا جائیگا، یا پھر اس کے ساتھ کسی دوسرے کو ملایا جائیگا جو واجب کی ادائیگی کرے.

مقصد یہ ہے کہ حسب امکان اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرے فرض کریں اگر باپ نے کسی ایسی عورت سے شادی کی جو اس کی بیٹی کی مصلحت کا خیال نہیں کرتی اور اس کی دیکھ بھال نہیں کرتی، لیکن بچی کی ماں اپنی سوکن سے زیادہ بچی کی مصلحت کا خیال اور اس کی دیکھ بھال کرتی ہے تو یہاں بچی کو ماں کی پرورش میں دینا قطعی ہوگا.

ان کا یہ بھی کہنا ہے:

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ شارع سے کوئی ایسی نص نہیں ملتی جو مطلقا والدین میں سے کسی کو بھی مقدم کرنے کی دلیل رکھتی ہو، اور نہ ہی کوئی ایسی نص ملتی ہے کہ مطلقا والدین میں سے کسی ایك کو اختیار کیا جائے، علماء اس پر متفق ہیں کہ کسی کو بھی مطلقا متعین نہیں کیا جائیگا، بلکہ ظلم و زیادتی اور کوتاہی کے مرتکب کو نیکی اور عدل و احسان کرنے والے مقدم نہیں کیا جائیگا " واللہ اعلم.

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 475 - 476).

اور شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" چھوٹی بچی کی پرورش کا حق اس کی ماں کو حاصل ہے جب تك وہ شادی نہیں کرتی، یا پھر بچی کی عمر سات برس

نہیں ہو جاتی تو بچی کی پرورش کا حق باپ کو اس شرط پر ملےگا باپ کے پاس رہنے میں بچی کو کوئی ضرر نہ ہو.

لیکن بڑی عمر کی بچی کا حق پرورش باپ کو حاصل ہے، لیکن اگر اس میں بھی ماں کی سوکن کے ساتھ رہنے میں نقصان و ضرر ہو تو پھر نہیں "

دیکھیں: فتاوی المراۃ المسلمۃ (2 / 874).

واللہ اعلم .